TQ Lesson 231 Surah Fatir 1-14 tafsir2

آیت نمبر 10۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ

ترجمہ۔ جو کوئی عزت چاہتا ہو اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے اُس کے ہاں جو چیز اوپر چڑھتی ہے وہ صرف پاکیزہ قول ہے، اور عمل صالح اس کو اوپر چڑھاتا ہے رہے وہ لوگ جو بیہودہ چال بازیاں کرتے ہیں، اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور اُن کا مکر خود ہی غارت ہونے والا ہے۔

سورۃ فاطر آیت نمبر 10 میں اللہ رب العزت عزت حاصل کرنے کا طریقہ بتا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا جا رہا ہے **مَنْ كَانَ** جو کوئی ہو **يُرِيدُ** ارادہ رکھتا **الْعِزَّةَ** عزت کا **فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا** پس اللہ ہی کے لئے ہے ساری کی ساری عزت۔ تو جو کوئی عزت چاہتا ہو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے اللہ کے پاس ہے اب آپ دیکھیں کہ **مَنْ كَانَ** جو کوئی ہو، جو کوئی بھی عزت چاہتا ہے اور عزت کے کیا معنی ہوتے ہیں؟ کہ دنیا کے اندر اسکا نام ہو، اس کو جاہ و منصب ملے، ایک وقار ہو لوگ اس کی تعریف کریں اس سے پیار کریں اس سے محبت کریں گویا کہ دنیا میں جو کوئی بھی مرتبہ جاہ ومنصب مقام عزت چاہتا ہے (تو آپ میں سے کون کون ہے جو کہ عزت چاہتا ہے سبھی چاہتے ہیں میں بھی چاہتی ہوں ہم سب چاہتے ہیں ہم دنیا میں بھی چاہتے ہیں ہم آخرت میں بھی چاہتے ہیں) تو عزت حاصل کرنے کے کچھ تو بڑے ہی فریبی سے طریقے ہوتے ہیں ایسے طریقے ہوتے ہیں جو غلط انداز ہوتے ہیں اور انسان غلط اندازوں سے سمجھتا ہے کہ اس کو عزت مل سکتی ہے لیکن جو عزت حاصل کرنے کا صحیح طریقہ ہے تو وہ کیا ہے؟ **فَلِلَّهِ** اب آپ دیکھیں **الْعِزَّةُ** "ا ل" بھی آ گیا شد تو ہے ہی کہ عزت **جَمِيعًا** ساری کی ساری تھوڑی نہیں، نامکمل نہیں، بہترین عزت سب کی سب عزت کس کے پاس ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ آپ دیکھیں کہ خانہ کعبہ کی وجہ سے اہلِ مکہ کی نہ صرف عرب بھر میں ، حرم کے اندر اور مکہ کے اندر بلکہ پوری دنیا میں ان کی عزت کی جاتی تھی اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کیا تو ہمارا یہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا اسی طرح جیسے آج بعض مسلمان بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے اسلام پر پوری طرح عمل کیا تو پھر اسلام پر عمل کرنے کی وجہ سے ہمیں عزت نہیں ملے گی جیسے دوستیاں چھوٹ جائیں گی نوکری نہیں ملے گی اقتدار نہیں ملے گا لوگ پوچھیں گے نہیں تو یہاں پہ اللہ تعالیٰ ایک طرف اہل مکہ کو سمجھا رہے ہیں کہ تمہیں پہلے بھی جو عزت ملی مکہ میں اور عرب میں اور پھر تم دور دور تک پہنچے تو عزت کی وجہ کیا تھی؟ عزت کی وجہ یہ تھی کہ تم خانہ کعبہ کے پاسبان تھے تم اس کے متولی تھے اور کعبہ کو حرم کس نے بنایا؟ اللہ تعالیٰ نے۔ تمہارے بتوں میں تو یہ طاقت نہیں تھی کہ وہ مکہ کو حرم بنا سکتے یا یہ کہ **رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (2۔ قریش)** یہ جو سفر تھا یہ تجارت تھی یہ ترقی تھی یہ فروغ تھا یہ کیسے ملا؟ یہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ملا اور اب تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر نبی کا ساتھ دیا اگر قرآن پر عمل کیا اگر اسلام کو قبول کر لیا تو پھر تم بے عزت ہو جاؤ گے تمہاری عزت ختم ہو جائے گی تو یاد رکھو **فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا** تمہاری ساری عزت اللہ کے پاس ہے یہ آیت بڑی خوبصورت ہے اور عمل کا بڑا بہترین انداز میرے اور آپ کے سامنے رکھتی ہے جیسے آپ دیکھئے کہ یہی بات سورۃ النساء کی آیت نمبر 139 میں بھی ہے **الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (139۔ النساء)** کہ جو لوگ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کے پاس جاتے ہیں کافروں کو اپنا ولی

دوست بنا لیتے ہیں **أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ** کیا ان کے پاس وہ عزت حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کیا بات **فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا** پس بے شک عزت ساری کی ساری اللہ کے پاس ہے۔ کاش کہ یہ بات میری اور آپ کی سمجھ میں بھی آجائے عزت حاصل کرنے کے لئے کبھی انسان حرام طریقے اختیار کرتا ہے، کبھی کسی پہ الزام لگاتا ہے، کبھی کسی کو سازش کے ذریعے گرانا چاہتا ہے، کبھی انسان سمجھتا ہے کہ شاید نمبر زیادہ آئیں گے تو میری عزت بڑھ جائے گی کبھی کہتا ہے کہ مجھے انچارج بنایا جائے گا تو میری عزت بڑھ جائے گی یا خاندان کے لوگ یہ سوچیں کہ فلاں جگہ میرے بچے کا یا بچی کا رشتہ ہو جائے گا تو میری عزت ہو جائے گی فلاں منصب مجھے مل جائے گا تو عزت ہوگی تو کیا بات بتائی جارہی ہے کہ اصل میں عزت اللہ کے پاس ہے تو معنی اس کے کیا ہیں کہ عزت دینے والا اللہ ہے اللہ کے سوا اور کوئی عزت دے نہیں سکتا اگر ساری دنیا بھی کسی کو سمجھے کہ بڑا وہ با عزت ہے وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے لیکن اگر اللہ کی نظروں میں وہ ذلیل و حقیر ہے تو اصل میں پھر عزت اس کے پاس نہیں ہے تو عزت ہے بھی اللہ کے پاس عزت دینے والا بھی اللہ ہی ہے اور اس کے بعد آپ دیکھئے سورۃ یونس کی آیت نمبر 65 اس میں اللہ رب العزت کہتے ہیں **وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ** اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں **إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا** تمام تر غلبہ اللہ ہی کے لئے ہے تمام تر عزت اللہ ہی کے لئے ہے **هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (65۔ یونس)** وہ سنتا ہے جانتا ہے تو یہ آیت ہم سب کو تسلی دیتی ہے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے اور پھر عزت حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے جب اللہ کے پاس عزت ہے تو اللہ کا کہنا ماننا چاہئے اللہ کا فرما نبردار ہونا چاہئے کیونکہ اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں گے تو پھر عزت حاصل نہیں کرسکتے۔ ہو سکتا ہے دنیا کی نظروں میں بظاہر ایک وقار ہو مقام ہو لیکن اللہ کی نظروں میں ایسے شخص کا کبھی کوئی مقام نہیں ہوگا اور پھر دنیا میں اگر ہوگا بھی تو وقتی طور پر ہوگا یہ آیت اگر میں اور آپ اپنے عملوں کی بنیاد بنا لیں تو زندگی آسان ہو جائے گی ساری فکریں مٹ جائیں گی ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی سارے غم دھل جائیں گے مسائل حل ہو جائیں گے اور وہ کیا ہے کہ عزت بھی اللہ کے پاس ہے اور ذلت بھی اللہ کے پاس ہے اور اللہ کو راضی کرنے کی ہم سب کو فکر کرنی چاہئے پھر اگلا آیت کا حصہ ہے اس میں طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ عزت کیسے ملتی ہے۔

إِلَيْهِ اس کی طرف **يَصْعَدُ** چڑھتا ہے اور **(ص ع د)** کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ چڑھائی چڑھنا اوپر چڑھنا تو چڑھتے ہیں **الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** **الْكَلِمُ** کلام کو کہتے ہیں اور **كَلِم** کا لفظ یہ اسمِ جنس ہے واحد جمع استعمال ہوتا ہے مذکر مونث بھی تو گویا کہ کلمات تو اسی کی طرف چڑھتے ہیں **الطِّيِّبُ** کا متضاد کیا ہے؟ خبیث تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جتنے بھی **الطَّيِّبُ** کلمات ہیں وہ اللہ کی طرف چڑھتے ہیں اور آپ دیکھ لیجئے کہ **الطَّيِّبُ** کا لفظ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر زرخیزی اور شادابی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے کہ جتنے بھی کلمات ہیں وہ چڑھتے ہیں بلند ہوتے ہیں اس کی طرف لیکن شرط کیا ہے ؟ کہ وہ طیب ہوں تو **الطَّيِّبُ** کا مطلب کیا ہے ؟ وہ پاکیزہ ہوں وہ ٹھیک ہوں **وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ** اور عمل صالح **يَرْفَعُهُ** اس کو بلندی عطا کرتا ہے رفع کا مطلب کیا ہوتا ہے **رفعت** بلندی اور یہاں پر یہ مقبولیت کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی اوپر چڑھنا اور اللہ کے پاس پہنچ جانا کا مطلب کیا ہے؟ کہ اللہ کے ہاں وہ مقبول ہو جائے اللہ اس کو قبول کر لے یہاں پہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر دو باتیں کہیں ہیں 1- ایک تو یہ کہ پاکیزہ کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور 2- دوسری بات یہ کہ عملِ صالح اس کو اوپر چڑھاتا ہے اب یہاں پر مفسرین نے اس سے کیا معنی مراد لیے ہیں **يَرْفَعُهُ** میں **"ہ"**کی جو ضمیر ہے اس کا مرجع کون ہے؟ اس کا مطلب کیا ہے **يَرْفَعُهُ** **"ہ"** کی ضمیر یہ کس کی طرف جاتی ہے؟ **يَرْفَعُهُ** کا مطلب کیا ہے؟ اس کو اوپر چڑھاتا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ **"ہ"** کی ضمیر سے مراد **الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** ہے یعنی عملِ صالح کلماتِ طیبات کو اللہ کی طرف بلند کرتا ہے اگر کوئی زبان سے اللہ کا

ذکر کرتا بھی رہے تسبیح کرتا رہے اذکار کرتا رہے جب تک اس کے ساتھ عملِ صالح نہ ہوں، جو اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں فرائض ہیں ان کو ادا نہ کیا جائے تو اس وقت تک وہ اوپر نہیں چڑھتے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہاں پہ اس کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے مطلب کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عملِ صالح کو **الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** پر بلند کرتا ہے اس لئے کہ عملِ صالح سے ہی اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس کا مرتکب ہے دراصل وہ اللہ کی تسبیح اور تمہید کرتا ہے اللہ کو یاد کرتا ہے تو اصل بات کیا ہے کہ اوپر چڑھنا ،بلندی چڑھنا ،بلندی پہ جانا، اللہ کے پاس جانا اللہ کے پاس مقبول ہو جانا تو اللہ کے پاس کونسی چیزیں چڑھتی ہیں نمبر 1- ایک بات جو ہمیں پتہ چلتی ہے کہ اللہ کے پاس جو کچھ بھی انسان کے اعمال جاتے ہیں مثلاً **الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** سے مراد اس کے اقوال ہیں اس کی باتیں ہیں اب اقوال سے آپ کیا مراد لیں گی؟ سب سے پہلا کلمہ طیب کونسا ہے **لا الہ الا اللہ** سورۃ ابراہیم میں بھی پڑھ چکی ہے پاکیزہ کلمات میں سب سے پہلے نمبر پر کیا ہے کلمہ طیب ہے پورے شرک کا رد کیا گیا ہے اور خالص توحید کا اقرار پھر اس کے بعد اس میں کیا آتا ہے اللہ کا ذکر آتا ہے اور کیا اس میں آتا ہے **الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** میں دعائیں آتی ہیں قرآن کی تلاوت آتی ہے اسی طرح آخرت سے متعلق جو ٹھوس حقائق ہیں یہ بھی **کلمات الطیبات** میں آتے ہیں انسان پھر کیا کرتا ہے تسبیح تکبیر استغفار قرآن کی تلاوت دعا اللہ کا ذکر وعظ نصیحت قرآنی کلاسز اللہ کو انسان یاد کرتا چلا جاتا ہے تو یہ کیا چیزیں ہیں یہ ہیں **کلمات الطیبات** ٹھیک ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو زبانی ذکر کیا منہ سے ذکر و اذکار دعائیں تلاوت ساری بات کی ہے تو یہ بھی عمل صالح ہی کی ایک شکل ہے لیکن مفسر ین پھر کیا کہتے ہیں یہ جو کلمات الطیبات ہیں جو لوگ بھی یہ ذکر و اذکار اور قرآن کی تلاوت اور کلمات تکبیر وغیرہ ادا کرتے رہتے ہیں تو جو چیز اس کو سہارا دیتی ہے جو چیز اس کو بلندی دیتی ہے وہ عمل صالح ہیں اس کو آپ یوں مثال سے سمجھ سکتے ہیں مثلاً انگور کی بیل ہے **كَلِمُ الطَّيِّبُ** جیسے کہ کلمہ ایمان ہے اب انگور کی بیل آپ چاہتے ہیں اوپر چڑتی چلی جائے تو اس کو کوئی سہارا تو چاہئے تو اس کو سہارا کس کا دیں گے عمل صالح کا جب اس کو عمل صالح کا سہارا ملے گا تو پھیلتی جائے گی جیسے آپ ایک لکڑی کھڑی کر دیتے ہیں کوئی چیز چاہئے اس کو بلندی پر جانے کے لئے تو جو ہم منہ سے کلمات ادا کرتے ہیں جو ذکر اذکار کرتے ہیں تو ان کو بلندی پر جانے کے لئے اللہ کے پاس جانے کے لئے ان کی مقبولیت کے لئے ضروری کیا ہے کہ عمل صالح ہوں کیونکہ عمل صالح کے بغیر اگر کوئی خالی کہتا ہے کہ **آمنت باللہ** کہ میں اللہ پر ایمان لایا تو **ثُمَّ اسْتَقَامُوا** اس کی زندگی میں نہیں ہے تو اس کو جنت میں داخلہ نہیں دلوا سکتا ہے یا آپ دیکھیں قرآن میں بار بار آتا ہے **إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا۔ آمَنُوا** ہے منہ سے بولنا ایمان لانا **وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** جب دونوں چیزیں جمع ہوتی ہیں تو پھر ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے گا تو عمل صالح کے بغیر کلمہ ایمان مرجھا کر رہ جاتا ہے، ختم ہو کر رہ جاتا ہے تو جتنے بھی ہم کلمات الطیبات ادا کرتے ہیں تو ان تمام کا انحصار اس بات پر ہے کہ ان کو کوئی سہارا ملے جس پر وہ چڑھیں پھیلیں پھولیں اور آگے بڑھیں اور یہ سہارا ان کو ملتا ہے عمل صالح سے عمل صالح ان کو پروان چڑھاتا ہے وہ اس سے زرخیز ہوتے ہیں شاداب ہوتے ہیں وہ بلندی پر جاتے ہیں

ے افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

مثلا بڑی خوبصورت مثال ہے دعائیں ہیں آپ دعا مانگتی ہیں یہ کیا ہیں **الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** ہیں ٹھیک ہے لیکن رحمان کے عرش کو کون سی دعائیں ہلا دیتی ہیں "افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر" کون سی دعائیں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں جس دعا کے مانگنے والے کی زندگی میں حرام نہ ہو یعنی حرام سے بچنا یہ ہے اس کو سہارا یہ ہیں عمل صالح اس لئے بہت سی احادیث آپ پڑھ چکیں ہیں مفہوم حدیث ایک حج کرنے والا ، عمرہ کرنے والا ،لمبا سفر کر کے آیا ہے بال کھلے ہوئے ہیں مٹی سے گرد آلود ہے

اور کہتا ہے یا رب، یارب اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے اس کی کوئی دعا قبول نہیں ہے اس لئے کہ اس کا کھانا حرام اس کا پہننا حرام اس کے پیٹ میں حرام ساری زندگی اس کی حرام میں گزری حتیٰ کہ وہ اتنا مشکل کام حج کا کام جو وہ یہاں کرنے آیا ہے اتنی مشکل عبادت وہ بھی اس کی قابل قبول نہیں ہے۔ سمجھ آئے گی اس بات کی ایک تو اس کے معنی یہ ہیں دوسرے اس کے معنی یہ ہیں مفسرین یہ کہتے ہیں کہ **وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ** سے مراد ہے عمل صالح کہ جو لوگ عمل صالح کرتے ہیں ان کو اوپر چڑھانے کے لئے ان کو **الْكَلِمُ الطَّيِّبُ** بھی کہنے چاہئے سمجھ آ گئی بات کی وہی بات مثلاً اگر کوئی شخص جیسے کافر ہیں کام تو بڑے اچھے کرتے ہیں لیکن اگر عقیدہ ہی نہیں ہے **کلمۂ طیب کیا ہے :** لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ ہی صرف اس نے پڑھا تصدیق قلبی اس کے پاس موجود نہیں ہے اس شخص کے اعمال اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوں گے تو **يَرْفَعُ** کے معنی آپ کیا لکھیں گے ایک تو ظاہری معنی کے بلندی پر چڑھنا، اوپر چڑھنا رفع بلندی اصل معنی یہاں کیا مراد ہے مقبولیت قبول ہونا اللہ کے نزدیک، عنداللہ وہ عمل مقبول ہو جائے ان کو بلندی حاصل ہو تو گویا کہ **قول** عمل کے بغیر اللہ کے ہاں نامقبول ہے اللہ کے ہاں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور عمل بغیر اچھے قول کے اللہ کے ہاں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے سمجھ آگئی بات کی **إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ** یہ یاد رکھئے گا **الْكَلِمُ** خالی باتیں مراد نہیں **الطَّيِّبُ** ضروری ہے خالی **الْعَمَلُ** نہیں چاہئے **الصَّالِحُ** ہونا ضروری ہے یہ ان کی صفات کے طور پر آئے ہیں اور **پھریَصْعَدُ**اور **يَرْفَعُهُ** ان کا اوپر چڑھنا اور اللہ کے ہاں مقبول ہونا ہے تو بہرحال حاصل بات کا یہ ہے کہ جو شخص ذکر اللہ بھی کثرت سے کرتا ہے اور عمل صالح کرتا ہے تو یہ عمل اس کا مزین ہوتا ہے اور اللہ کے ہاں قابل قبول ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص نوافل کی کثرت کرے یا پھر یہ کہ تسبیح اذکار ہر وقت کرتا رہے لیکن یہ کہ وہ عمل صالح نہیں کرتا اوامر اور نواہی کی پابندی نہیں کرتا تو پھر اللہ کے ہاں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو دونوں چیزوں کو ساتھ ساتھ لے کے چلنا چاہئے اور جب ساتھ ساتھ لے کے چلیں گے تو اللہ کے ہاں مقبول ہو جائیں گے پھر مقبولیت میں یہ چیز بھی ضروری ہے کہ سنتِ رسول کے مطابق ہو اخلاص ہو اور اگر ان کے اندر عقیدہ تو ہے لیکن اخلاص نہیں ہے سنتِ رسول نہیں ہے تو بھی اللہ کے ہاں قبولیت تامہ حاصل نہیں ہوگی تو یہ چیز بہت اہم ہے تو عزت حاصل کرنے کا طریقہ کلمات طیبہ اور عمل صالح ہیں **وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ** رہے وہ لوگ جو کہ **يَمْكُرُونَ** مکر کا مطلب کیا ہے؟ سازش کرنا ،چال چلنا وہ لوگ جو چال چلتے ہیں کیسی چالیں **السَّيِّئَاتِ۔** **سَيِّئَةٌ** کی جمع ہے **سَيِّئَاتِ** بری چالیں وہ لوگ جو کہ بری چالیں چلتے ہیں داؤ میں لگے رہتے ہیں جیسے آپ دیکھیں کہ مکر ایسی چال کو کہتے ہیں کہ خفیہ طریقے سے کسی کو نقصان پہنچانے کی تدبیر کی جائے اب مثلا اہلِ مکہ کیا کر رہے تھے ایک تو ان کا کفر اور شرک کرنا بھی مکر ہے دوسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو جو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتے رہتے تھے اور یا پھر آپ دیکھیں کہ آپ ﷺ کے خلاف قتل کی سازش یہ کیا ہے؟ یہ مکر ہے ریاکاری کرنا یہ بھی مکر ہے لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں تو یہاں پہ یہ مکر لفظ عام ہے ہر طرح کا مکر اس میں شامل ہے کیونکہ **السَّيِّئَاتِ** جمع ہے ایک مکر نہیں چلا ایک چال نہیں چلی بے شمار چالیں وہ لوگ چلتے ہیں تو گویا کہ اللہ کو نقصان پہنچانا اللہ کے دین کو نقصان پہنچانا اور اللہ کے رسول کو نقصان پہنچانا تو جو بھی بری چالیں چلیں گے ان کو عزت نہیں ملے گی بلکہ ایک سخت ان کو عذاب ملے گا **لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ** انکے لئے شدید عذاب ہے **ۖ وَمَكْرُ** اور مکر **أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ** یہ جو ان کا مکر ہے یہ جو خفیہ تدبیر ہے **هُوَ يَبُورُ** وہ خود ہی تباہ ہونے والا ہے مکر خود ہی تباہ ہو جائے گا یہاں پر اللہ رب العزت بڑے خوبصورت انداز میں جو بات بتا رہے ہیں کہ یہ جو ان کا مکر اور تدبیر ہے خود ہی ختم ہو جائے گی اس کا مطلب کیا ہے کہ جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود ہی اس میں گرتا ہے یا پھر اس کا مطلب یہ ہے جیسے غزوۂ

بدر میں کافر گئے تھے مسلمانوں اور اسلام کو ختم کرنے **(نعوذباللہ)** اور ہوا کیا کہ غزوۂ بدر الفرقان کا دن کہلایا کفر کا زور ٹوٹ گیا بڑے بڑے سردار میدان بدر میں ڈھیر ہو گئے 70 کے قریب اور مسلمانوں کی پورے عرب پر ایک دھاک بیٹھ گئی تو اس کا مطلب کیا ہے کہ وہ جو بھی چالیں چلتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر خود ہی غارت ہونے والا ہے۔ دنیا میں بھی جیسے بدر کا میدان آپ دیکھ لیں اور اس کے علاوہ آخرت میں بھی اللہ تعالی ان کو تباہ برباد کرنے والے ہیں تو گویا کہ ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو وہ یونہی چھوڑ دیں گے بلکہ کیا ہے اور **هُوَ يَبُورُ** ان کا مکر خود ہی برباد ہونے والا ہے تباہ ہونے والا ہے پھر اس کے بعد اللہ رب العزت دلیل دیتے ہیں اور دلیل میں یہ بات بتاتے ہیں کہ انسانیت کی تخلیق میں تمہارے بتوں کا کوئی حصہ نہیں ہے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اور بچہ جن مراحل سے گزرتا ہے **جنین** پر جتنے بھی تغیرات وارد ہوتے ہیں ان میں اللہ کی قدرت کار فرما ہے اللہ ایک ایک پر انفرادی توجہ دیتا ہے۔ تو کیا تمہارے بتوں میں سے بھی ایسا کوئی کرتا ہے؟

آیت نمبر 11۔ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ

ترجمہ۔ اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر تمہارے جوڑے بنا دیے (یعنی مرد اور عورت) کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہوتا ہے کوئی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں کچھ کمی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوتا ہے اللہ کے لیے یہ بہت آسان کام ہے

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ اور اللہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو، سب کے سب کو کس سے پیدا کیا **مِنْ تُرَابٍ** مٹی سے پیدا کیا **ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ** پھر نطفے سے **ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا** پھر تمہارے جوڑے جوڑے بنا دئیے مرد اور عورت تو آپ دیکھ لیجئے کہ انسان کی ابتدا مٹی پھر اس کی نسل کس سے چلائی گئی؟ نطفے سے حقیر سا پانی اس سے انسان کی نسل چلائی گئی اور آپ دیکھیں کہ پوری دنیا میں مرد اور عورت کی شکل میں لاکھوں کروڑوں انسان اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیئے تو یہ **ثُمَّ** **ثُمَّ** یہ کون کرنے والا ہے پوری ایک کہانی ہے کتابوں کی کتابیں اس پر لکھی جا سکتی ہیں تو یہ کس نے کیا؟**وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ** اور نہیں اٹھاتی **أُنْثَىٰ** مؤنث ، مادہ مراد ہے عورت بھی اور تمام حشرات الارض چاہے وہ مچھلیاں ہیں کیڑے مکوڑے ہیں انکی جو بھی تانیث ہے جو حاملہ ہوتی ہیں سب مراد ہیں۔ کوئی بھی **أُنْثَىٰ** جو وہ اٹھاتی ہے حمل کا مطلب ہے بوجھ اٹھانا **وَلَا تَضَعُ** اور نہیں وہ جنتی **حَمَلَ** کا متضاد ہے **وَضَعَ۔** **حَمَلَ** وہ حاملہ ہوتی ہے **وَضَعَ** رکھ دینا۔ **وَلَا تَضَعُ** اور نہیں وہ رکھتی **إِلَّا بِعِلْمِهِ** مگر اس کے علم میں ہے اللہ کو ایک ایک حاملہ کا پتہ ہوتا ہے، کون حاملہ ہے اور کیا پیدا ہونے والا ہے اور ابھی حمل اسکے پیٹ میں ہوتا ہے اور فرشتہ اسکا رزق اسکی عمر اس کی تقدیر اسکی موت سارا کچھ لکھ دیتا ہے **بِعِلْمِهِ** اسکو سارا علم ہے۔ کیا تغیر وتبدل ہو رہا ہے **وَمَا** اور نہیں **يُعَمَّرُ** عمر دی جاتی مضارع مجہول کا صیغہ ہے **مِنْ** کو **مُعَمَّرٍ** عمر پانے والا، جس کو عمر دی جائے گویا کہ **مُعَمَّرٍ** اسم مفعول ہے واحد مذکر کا صیغہ ہے **مُعَمَّرٍ** جو بھی اس کی عمر ہے تو اس کے دو معنی مفسرین نے خاص طور پر بتائے ہیں اس کے ایک معنی تو یہ ہیں جیسے کوئی بھی عمر جو اس کو ملتی ہے کسی کی عمر طویل ہے کسی کی تقصیر ہے تھوڑی ہے قصر سے ہے کسی کی کاٹ لی جاتی ہے کسی کی لمبی عمر ہوتی ہے تو عمر کا طول و نقص مراد ہے یہاں پہ ایک بندے کی بات نہیں ہو رہی کہ ایک بندے کی عمر 10 سال ہے یا 60 سال ہے بلکہ نوع انسانیت کی بات ہو رہی ہے کہ نوع انسانیت پر اگر آپ غور کریں تو کسی کی عمر کم ہوتی ہے کسی

کی عمر زیادہ ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمر کی کمی اور زیادتی جو ایک فرد کی ہوتی ہے کون کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی یہ کیا ہے **وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ** کہ کسی کو کوئی عمر دی جاتی ہے **وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ** اور جو کمی کی جاتی ہے نقص کیا جاتا ہے اس کی عمر میں **إِلَّا فِي كِتَابٍ** کتاب میں لکھا ہوا ہے اور کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے مثلاً آپ دیکھیں کہ ہر شخص کی جو عمر ہے وہ تو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دی ہے ایک دن گزرتا ہے ایک دن کی کمی ہو جاتی ہے اور دو دن گزرتے ہیں تو دو دن کم ہو جاتے ہیں اسی طرح ہر دن بلکہ ہر سانس ہماری عمر کو گھٹاتا چلا جاتا ہے ہم سمجھتے ہیں بڑے ہو رہے ہیں لیکن کیا ہے کہ ہر گزرنے والا سانس ہماری عمر میں کمی کرتا چلا جاتا ہے بڑا خوبصورت شعر عربی زبان کا اگر آپ یاد کرسکیں شاعر (محمود بن حسن الوراق)

حَياتُكَ أَنفاسٌ تُعَدُّ وَكُلَّما مَضى نَفَسٌ مِنها اِنتَقَصت بِهِ جُزءا

حَياتُكَ أَنفاسٌ تیری زندگی چند گنے چنے سانسوں کا نام ہے **تُعَدُّ اور** أَنفاسٌ نفس سے ہے تیری زندگی گنے چنے سانسوں کا نام ہے **مَضى نَفَسٌ** پس جب بھی ایک سانس گزر جاتا ہے **اِنتَقَصت بِهِ جُزءا** تو تیری عمر کا ایک جز گھٹ جاتا ہے **اِنتَقَصت** نقص سے ہے ۔ ایک معنی یہ ہیں کہ کسی کی عمر چھوٹی ہے دوسرے معنی مفسرین نے یہ بیان کیے ہیں کہ اس سے مراد طویل عمر ہے یہاں پہ **مُعَمَّرٍ** طویل عمر کے لیے ہے (جیسے کئی چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں 13/14/15/ سال کئی 60/70 سال اور کئی سو سے بھی اوپر چلے جاتے ہیں) اور یہ عمر میں کمی پیشی کرنے والا کون ہے ۔ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ کسی نے تیسرے معنی بھی لیے ہیں اس عمر میں زیادتی ہونا جو عمر لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے تو اس میں تبدیلی کیسے ہو سکتی ہے ؟ دعا سے۔ دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔ کوئی دلیل ہے آپ کے پاس کہ دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے؟ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے **مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ".**(بخاری ،مسلم کی روایت ہے) جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق کو کشادہ کر دے اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو کیا کرے؟ کہ وہ صلح رحمی کرے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے۔ تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ عمر میں زیادتی ہونے سے کیا مراد ہے اللہ تعالیٰ کیسے کسی کی عمر زیادہ کرتے ہیں؟ تو مہلت میں تو کمی بیشی نہیں کرتے لیکن کیا کرتے ہیں اس کو نیک اولاد دے دیتے ہیں اس کی نیک اولاد اس کے لئے دعا کرتی رہتی ہیں اور عمر زیادہ ہونا سے مراد کیا ہے؟ کہ اس کے درجے بلند ہوں گے وہ زیادہ اچھے عمل کرے گا وہ تو چلا گیا اب اس کی نیک اولاد جو دعا کر رہی ہے وہ قبر میں بھی ہے تو بھی اس کو فائدہ ہو رہا ہے کیونکہ زندہ ہونے سے بھی کیا فائدہ ہونا تھا کہ وہ اچھے عمل کرتا؟ اب وہ چلا گیا اب نیک اولاد کی شکل میں گویا کہ اس کی عمر بڑھ گئی۔ یہ بھی مفسرین نے اس کے معنی بیان کئے ہیں اچھا بعض لوگوں نے عمر کا بڑھ جانا اس سے مراد کیا لیا ہے؟ عمر میں برکت کے (کہ جتنی بھی عمر ہے اس میں برکت ہو جائے)۔ **مُعَمَّرٍ کے** دو معنی بہت واضح ہیں نمبر 1۔ کہ کسی کی عمر کا طویل ہونا اور نمبر 2۔ کہ کسی کی عمر کم ہو یا زیادہ۔ نمبر 3۔ اولاد صالح کا ہونا نمبر 4۔ جتنی بھی عمر ہے اس میں برکت ہو جائے (اور آپ کے وقت میں جب برکت ہوتی ہے تو تھوڑی دیر میں بہت زیادہ کام کرتے ہیں آپ دیکھیں بعض لوگوں کو اللہ کتنا نوازتا ہے چھوٹی سی عمر میں کتابیں لکھ گئے کتنی CDs بنا دیں کتنے اسکول مدرسے کھول گئے ایک دنیا کو ان سے فیض پہنچا)اور بعض لوگوں کی بڑی لمبی عمر ہوتی ہے ظاہری طور پر لیکن کوئی فیض نہیں ہے۔ نہ اپنی زندگی کو اور نہ ہی دوسروں کو بہرحال یہ کون کرتا ہے؟ **إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ** اللہ کے لئے یہ کام بہت آسان ہے تو یہ جو آیت نمبر 11 ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتائی کہ ایک مٹی سے

ایک پانی سے تخلیق کرنے والا خالق اللہ ہے اور پھر دو طرح کے انسان پیدا ہوتے ہیں مرد اور عورت اور پھر مرد اور عورتوں کے بھی اعمال مختلف ہوتے ہیں ان کی زندگی اور عمر مختلف ہوتی ہے سب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور اللہ کے علم میں ہیں ہر ایک کا تفصیلی علم فرد فرد کے بارے میں مفصل احکامات اور ان کے عمل کے مطابق ان کے فیصلے کرنا یہ اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے **إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ** اللہ کے لئے سب کچھ آسان ہے اب پھر دوسری بات

آیت نمبر 12۔ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

ترجمہ۔ اور پانی کے دونوں ذخیرے یکساں نہیں ہیں ایک میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے، پینے میں خوشگوار، اور دوسرا سخت کھاری کہ حلق چھیل دے مگر دونوں سے تم تر و تازہ گوشت حاصل کرتے ہو، پہننے کے لیے زینت کا سامان نکالتے ہو، اور اسی پانی میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اُس کا سینہ چیرتی چلی جا رہی ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور اُس کے شکر گزار بنو

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ اور نہیں ہے برابر دو سمندر اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں ہمیں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ایک پانی ہے لیکن پانی کی کتنی قسمیں ہیں دو قسمیں ہیں یعنی پانی بھی دو قسموں میں بٹ گیا اور وہ کیا ہے **وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ** اور پانی کے دو ذخیرے برابر نہیں ہیں بحر کی جمع **بحران** ہے تثنیہ کا صیغہ ہے **هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ** یہ ہے میٹھا **(ع ذ ب)** اس کے معنی ہوتے ہیں میٹھا گویا کہ یہ ہے میٹھا **فُرَاتٌ** **(ف ر ت)** اس کے معنی بھی میٹھے ہی کے ہوتے ہیں کہ ایسا میٹھا جو کہ پیاس بجھانے والا ہو **سَائِغٌ** یہ مزید **عَذْبٌ** کی صفت آئی ہے **سَائِغٌ (ص و غ)** یعنی خوشگوار حلق سے آسانی سے اترنے والا، غٹا غٹ جیسے بعض مشروبات ایسے ہوتے ہیں کہ آپ غٹا غٹ ان کو اپنے حلق کے نیچے اتار لیتے ہیں **عَذْبٌ فُرَاتٌ** میٹھا ہے پیاس بجانے والا ہے اور **سَائِغٌ** خوشگوار ہے **شَرَابُهُ** اس کا پینا یعنی جب آپ پیتے ہیں تو پینے میں بڑا خوشگوار ہے غٹا غٹ پی جاتے ہیں تو یہ ہے ایک پانی کی قسم اور یہ کس پانی کی قسم بیان ہو رہی ہے میٹھے پانی کی۔ **وَهَٰذَا** اور یہ **مِلْحٌ** اس کے معنی ہوتے ہیں کھاری **(م ل ح)** نمکین ہونا اور **أُجَاجٌ** اس کے معنی ہیں کڑوا تو گویا کہ یہ ہے نمکین کڑوا تو یہاں پہ دو طرح کے پانی کا اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے اور آپ دیکھیں گے دریاؤں چشموں جھیلوں کا پانی بالعموم میٹھاہوتا ہے اور سمندر کا پانی بالعموم کڑوا اور کھاری ہوتا ہے جو دریاؤں جھیلوں اور چشموں کا پانی ہے یہ کیا کرتا ہے؟ یہ زندگی دیتا ہے ہم عام زندگی میں اس کا استعمال کرتے ہیں اور نہاتے دھوتے ہیں جانور بھی پیتے ہیں جانور بھی اس میں نہاتے ہیں لیکن جو سمندر کا پانی ہے پینا تو دور کی بات اس میں کوئی انسان نہا دھو نہیں سکتا تو دو طرح کا پانی ہو گیا آپ دیکھیں قرآن میں آپ پہلے بھی ایسے دلائل پڑھ چکی ہیں کہ یہ دونوں قسم کے پانیوں کے دریاؤں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں ان کے درمیان کچھ ایسا پردہ حائل ہوتا ہے کہ چل اکٹھے رہے ہوتے ہیں لیکن آپس میں مل نہیں پاتے ۔ دو مختلف ہیں لیکن یہ کیا ہے ؟ یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اللہ پانیوں کو بھی الگ رکھتا ہے حالانکہ پانی مائع ہے بڑی تیزی سے آپس میں مل سکتا ہے تو گویا کہ یہ ایک پانی ہے اس کی دو قسمیں ہیں اور دونوں قسموں کے فوائد بھی مختلف ہیں اور اس کے علاوہ دونوں ساتھ ساتھ بھی رہتے ہیں اور آپس میں ملتے بھی نہیں ہیں **وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا۔ وَمِنْ كُلٍّ** اور ہر ایک میں سے **تَأْكُلُونَ** تم کھاتے ہو **لَحْمًا طَرِيًّا** گوشت تازہ **(ط ر و)** بھی اس کا مادہ ہےاور **(ط ر ی)** بھی۔ تو تازہ گوشت تم اس میں سے کھاتے ہو اب آپ دیکھیں کہ یہاں پہ کون سا گوشت مراد ہے مچھلی اور آبی جانور جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مچھلی کے ساتھ حلال کر

دیئے اس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ یہ کون پیدا کرتا ہے یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا تو ہم یہ گوشت حاصل کرتے ہیں **وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً** اور تم نکالتے ہو ان میں سے **حِلْيَةً (ح ل ی)** اس کے معنی کیا ہیں ؟ زیور اور تم اس سے زیور نکالتے ہو **تَلْبَسُونَهَا** تو زیور نکال کر کرتے کیا ہیں تم اس کو پہنتے ہو تو یہاں پر کیا چیزیں مراد ہیں؟ یہاں پہ موتی گھونگے، دریا میں سے ہیرے، جواہرات، زیور وغیرہ جو نکالے جاتے ہیں وہ مراد ہیں۔ اور آپ ایک بات یاد رکھیے گا کہ یہ جو موتی ہوتے ہیں میٹھے پانی سے بھی ملتے ہیں اور اس کے علاوہ کہاں سے ملتے ہیں سمندر سے ملتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے **وَمِنْ كُلٍّ** کہا کہ ہر ایک سے دونوں سے تم کیا کرتے ہو **تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا** میٹھا گوشت کھاتے ہو **وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا** اور تم نکالتے ہو زیورات اور ہیرے اور سونا اور جو بھی پانی میں سے پہننے کی زینت کی چیزیں ملتی ہیں اس کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن ایک بات آپ یاد رکھیئے گا گو کہ دونوں قسم کے پانیوں سے یہ ہیرے جواہرات چیزیں حاصل ہوتی ہیں لیکن زیادہ تر کہاں سے ملتی ہیں کون سے پانی میں سے ملتی ہیں میٹھے سے یا کڑوے سے؟ اس سلسلے میں مفسرین کی رائے یہ ہے کہ عام طور پر ہمارے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ یہ ہیرے جوہرات ہیں یا یہ جو چیزیں ہیں یہ کہاں پیدا ہوتی ہیں کہ یہ سمندر میں پیدا ہوتی ہیں لیکن قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ دونوں جگہ پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ بات یاد رکھئے گا کہ شیریں دریاؤں میں بہت کم اور سمندر میں بہت زیادہ ہوتے ہیں تو جو میٹھا پانی ہے اس میں ہیرے کم پیدا ہوتے ہیں اور سمندر میں بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں تو زیادتی کی وجہ سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موتی صرف نمکین پانی سے ملتے ہیں اچھا اب گویا کہ فائدہ دونوں کا ہے میٹھے پانی کا بھی ہے نمکین کا بھی ہے اس سے ایک اور دلیل سامنے ہمارے آتی ہے اور وہ کیا ہے کہ جیسے نمکین پانی میں موتی زیادہ نکلتے ہیں تو مشکلات میں انسان کو ابھرنے کا درجات حاصل کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے

ے مشکلیں جب تک رہیں ذوق سفر بڑھتا گیا
کیا کروں آسانیاں رستے میں حائل ہو گئیں

تو مشکلات انسان کے درجوں کو بلند کرتی ہیں انبیاء پر سب سے زیادہ تکلیفیں آزمائشیں آئیں اس کا یہ نہیں مطلب کہ آپ آزمائشیں زیادہ مانگیں لیکن اگر کوئی زیادہ آزمایا جا رہا ہے اور دنیا کے زندگی ہے ہی آزمائش، ہے ہی دار الامتحان تو جو بھی آزمایا جا رہا ہے تو اس کے درجات کو بلند کرنے کیلئے اس کے گناہوں کو معاف کرنے کیلئے اس کو ہیرا بنانے کیلئے اس کو کندن بنانے کیلئے۔ ہم نے آیت نمبر 11 میں پڑھا ایک پانی سے دو طرح کے انسان پیدا ہوتے ہیں یہاں بھی پتہ چلا کہ دو طرح کے پانی ہیں اور ان دونوں کے مختلف فوائد ہیں اور اسی طرح اصل بات کیا ہے کہ انسان بھی دو طرح کے ہیں آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ آپ کے ساتھ اچھے انسان ہوں کاش کہ میری اولاد ایسی ہوتی میرا شوہر ایسا ہوتا ہے بہت اچھی بات ہے یہی ہماری خواہش ہونی چاہئے **رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (74- الفرقان)** "اے ہمارے رب، ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں کا امام بنا"۔ **رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ(40- ابراہیم)**ا ے میرے پروردگار، مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں) پروردگار، میری دعا قبول کر یہ دعائیں بھی پڑھنی چاہئیں لیکن اس کے ساتھ اگر کسی کا زندگی بھر کا ساتھ مشکل ہو جائے اور اس سے اس کو تکلیفیں پہنچ رہی ہوں مرد کو بیوی سے بیوی کو شوہر سے یا جو قریبی دوست ہیں یا مستقل کسی کے ساتھ ایک ایسا سلسلہ باندھ دیا ہے اللہ تعالی نے (کوئی بھی رشتہ ہو سکتا ہے بعض والدین ہو سکتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے) تو اچھے سے بھی انسان کو بہت سے فوائد ہیں اور برے سے بھی انسان کو بہت سے

فوائد ہیں کہ انسان نکھرتا ہے سنورتا ہے ابھرتا ہے کندن بنتا ہے تو کسی بھی چیز کو کوسنا نہیں چاہئے کیا کرنا چاہئے اپنے آپ کو بہتر بنانے کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ دونوں طرح کے پانیوں سے انسان تازہ گوشت بھی کھاتا ہے (آبی جانور)اور اس کے علاوہ زیورات نکال کر اس کو زینت کا ذریعہ بناتا ہے **تَلْبَسُونَهَا** تم اس کو پہنتے ہو **وَتَرَى** اور تم دیکھتے ہو **الْفُلْكَ** فلک کا لفظ اسم جنس ہے کشتی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور تم دیکھتے ہو **الْفُلْكَ فِيهِ** اس میں کشتیاں اور کشتیاں کیا کرتی ہیں **مَوَاخِرَ** چیرتی ہوئی چلتی ہیں اور **مَوَاخِرَ** کا لفظ اس کے معنی کیا ہیں؟ چیرنا، چیر پھاڑ کرنا تو کشتیاں جب سمندر میں چلتی ہیں تو اس کو پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں۔ چیرنے پھاڑنے کے لئے بھی قرآن میں مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو یہ کس کو چیرنا پھاڑنا ہے ؟ مائع چیز کو چیرنا پھاڑنا، پانی کو چیرتی ہوئی **فِيهِ مَوَاخِرَ** پانی کو چیرتی ہوئی کشتیاں چلتی ہیں کیوں **لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ** تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو **"هِ"** کی ضمیر کس کے لئے آئی ہے؟ اللہ تعالی کے لئے اللہ کا فضل تلاش کرو **وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** اور شاید کہ تم شکر ادا کرو اور ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جتنی بھی نعمتوں کا انسان استعمال کرتا ہے تو اس کے بعد کیا کرے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرنے والا ہو اور اگر انسان اللہ کا شکر ادا نہ کرے تو پھر کیا ہے گویا کہ نعمتیں تو انسان نے حاصل کر لیں لیکن اس کے بعد انسان نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا اور جب انسان اللہ کا شکر ادا نہیں کرے گا تو وہ ناشکرا ہے تو یہاں یہ بھی دلائل دیئے جارہے ہیں اللہ کی توحید کے، اللہ کی قدرت کے اور انسان کو کہا جارہا ہے یہ سب کچھ کرنے والا وہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہے تو انسان نعمتوں کو پانے کے بعد تو اللہ کا شکر ادا کر ے یہ نہ ہو کہ روتا رہے چیختا رہے پریشان ہوتا رہے تو **مَوَاخِرَ (م خ ر)** اس کا مادہ ہے تو یہ پانی کے کٹاؤ اور چیر پھاڑ کے لئے استعمال ہوتا ہے پانی کا زمین کو چیرنا پھاڑنا اور اس میں چکر لگانا تو کشتی اپنے سینے سے پانی کو چیرتی پھاڑتی آوازیں پیدا کرتی ہوئی چلتی ہے **مَاخِرَةٌ** کا لفظ کشتی کے لئے بھی آتا ہے کیونکہ وہ پانی کو پھاڑتی ہے اور اس میں آواز پیدا کرتی ہے اور **مَاخِرَةٌ** کی جمع ہے **مَوَاخِرُ** تو اب ہوتا کیا ہے کہ کشتیاں تم دیکھتے ہو **فِيهِ** اس میں **مَوَاخِرَ** کشتیاں۔ کشتیاں کیا کرتی ہیں یہاں پر وہ سمندر کے اندر پھاڑتی **وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** اور اصل مقصد کیا ہے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک اور دلیل دی ہے

آیت نمبر 13۔ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ

ترجمہ۔ وہ دن کے اندر رات کو اور رات کے اندر دن کو پروتا ہوا لے آتا ہے چاند اور سورج کو اُس نے مسخر کر رکھا ہے یہ سب کچھ ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے وہی اللہ (جس کے یہ سارے کام ہیں) تمہارا رب ہے بادشاہی اسی کی ہے اُسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پرکاہ کے مالک بھی نہیں ہیں۔

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وہ داخل کرتا ہے کس کو ؟ **اللَّيْلَ** کو **فِي النَّهَارِ** دن میں اور آپ کو پتہ ہے **(و ل ج)** کسی تنگ چیز کے اندر گھسنا عام گھسنا نہیں ہے عام داخل ہونا نہیں وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں **وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ** اور وہ داخل کرتا ہے دن کو **فِي اللَّيْلِ** رات میں آپ روز دیکھتی ہیں رات ہوتی ہے پھر صبح ہوتی ہے اور کتنی آہستگی سے ہوتی ہے کتنی خاموشی سے ہوتی ہے تنگ چیز کے اندر اتنی بڑی رات کو داخل کرنا اور اتنے بڑے دن کی چادر کو جو پوری کائنات میں دن بکھرا ہوتا ہے پھیلا ہوتا ہے اسے تنگ چیز کے اندر داخل کرنا اور اتنی آہستگی سے اتنی خاموشی سے اتنے حسن سے یہ کون

کرتا ہے؟ یہ اللہ کرتا ہے **وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ** اور اسی نے مسخر کیا سورج کو بھی اور چاند کو بھی گویا کہ مسخر کے معنی کیا ہیں؟ ایک ضابطے کا ایک قانون کا پابند ہے سورج بھی اور چاند بھی تو یہاں یہ دن اور رات کے نظام میں جو تدریج ہے وہ اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ سورج جب نکلنے کے قریب ہوتا ہے تو سب سے پہلے سورج کی روشنی کی ایک لکیر ہوتی ہے وہ آسمان پر ظاہر ہوتی ہے تو جب تھوڑی سی روشنی ظاہر ہوتی ہے تو ایک امید لگتی ہے کہ اب دن نکلنے والا ہے روشنی پھیلنے لگتی ہے ہر چیز نظر آنے لگتی ہے سورج نکل آتا ہے روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ سورج کی تمازت و روشنی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ اس کی حرارت میں شدت پیدا ہوجاتی ہے پھر کیا ہوتا ہے؟ زوال۔ زوال کیسے ہوتا ہے؟ فوراً نہیں درجہ بہ درجہ اب روشنی میں اور حرارت میں کمی ہونے لگی یہ سب کچھ کیا ہے یہ آہستگی اور درجہ بندی کون کرتا ہے کہ رات کی بڑی چادر کو لپیٹنا اور دن کو روشن کرنا اور دن کو لپیٹنا اور رات کو لے آنا تو یہ رات اور دن یہ سورج اور چاند جن سے تم فائدہ حاصل کرتے ہو **كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى** یہ سب چل رہے ہیں **يَجْرِي** چل رہے ہیں **لِأَجَلٍ مُسَمًّى** ایک وقت مقرر تک ہر ایک چلتا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے **أَجَلٍ** یعنی اس کی ایک میعاد، وقت **مُسَمًّى** لکھا ہوا ہے ایک تو ہے کہ روز سورج چاند کا چلنا نکلنا غروب ہونا طلوع ہونا اور پھر دوسرا کیا ہے اللہ کی اطاعت میں یہ لگے ہوئے ہیں کوئی یہ نہیں کہتا چلنا نہیں ہے نکلنا نہیں ہے تو یہ کون کرتا ہے **ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ** یہ ہے اللہ رب تمہارا **لَهُ الْمُلْكُ** اسی کی بادشاہی ہے کیا تمہارے بتوں کا؟ کیا تمہارے معبودوں کا بھی اس میں کوئی حصہ ہے؟ کائنات کے بنانے میں اور کائنات کے چلانے میں اور کائنات کے مسخر کرنے میں تو **ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ** یہ ہے اللہ تمہارا رب **اِلٰہ** معبود ہے تمہارا **رَبّ** ساری ضروریات پیدا کرنے والا ہے اور اسی کی بادشاہی ہے۔ **وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ۔ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ** اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں **مِنْ دُونِهِ** اس کے سوا یعنی اسے چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں کن کو پکارتے ہیں؟ جیسے بت ہیں انبیاء ہیں فرشتے ہیں جو بھی ان کی دیوی دیوتا تھے بعض وقت سورج کی پوجا کرتے تھے اب وہ لوگ کون ہیں وہ کیوں ایسا کرتے ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں **مَا يَمْلِكُونَ** نہیں ملکیت رکھتے **مِنْ قِطْمِيرٍ** قطمیر برابر **قِطْمِيرٍ** کا لفظ **(ق ط م ر)** سے نکلا ہے چار حرفی اسکا مادہ ہے اور اس کے معنی ہیں تھوڑا سا انتہائی قلیل مقدار جو نا ہونے کے برابر ہوتی ہے اسکے لیے **قِطْمِيرٍ** کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسے آپ کھجور کھاتی ہیں تو وہ جو باریک سا چھلکا گھٹلی کے اوپر ہوتا ہے اسکو **قِطْمِيرٍ** کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں وہ باریک سا ڈورا ،دھاگہ جو کھجور کی گھٹلی کے سوراخ میں ہوتا ہے وہ بھی اس سے مراد لیا جا سکتاہے گویا کہ حقیر بے مقدار چیز تو یہاں پر اللہ تعالیٰ نے تین سوال ہمارے سامنے رکھے ہیں نمبر 1۔ کہ حقیر نطفے سے انسان کو پیدا کرنا پھر اسکے جوڑے اور انکی عمر کی کمی بیشی اور انکے اعمال اور انکا علم اور حساب کتاب یہ کون کرتا ہے ؟ نمبر 2۔ سمندروں کی مثال ایک پانی ہے دو قسمیں ہیں مختلف فائدے ہیں یہ کون کرتا ہے ؟ اور نمبر 3۔ رات دن سورج اور چاند پوری کائنات تو یہ سارا کام کون کرتا ہے ؟ گویا کہ خالق بھی اللہ، بادشاہ بھی وہی **مَا يَمْلِكُونَ** گویا کہ جب بت ملکیت نہیں رکھتے تو مالک بھی اللہ،رب بھی وہی،تو تمہارے معبودوں کا کوئی اختیار نہیں ہے انکا کسی کام میں کوئی عمل دخل نہیں ہے تو کیا کرو؟ ایک اللہ کی بندگی کرو بڑے خوبصورت مثال ہے **قِطْمِيرٍ** کہ ذرہ برابر بھی اسکا کو فائدہ نہیں ہے

آیت نمبر 14۔ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ

ترجمہ۔ انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے اور سن لیں تو ان کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے حقیقت حال کی ایسی صحیح خبر تمہیں ایک خبردار کے سوا کوئی نہیں دے سکتا

إِنْ تَدْعُوهُمْ اگر تم پکارو ان کو **هُمْ** کی ضمیر بتوں انبیاء فرشتوں کے لئے آئی ہےجن کو وہ خدائی میں شریک کرتے تھے **لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ** تو وہ نہیں سنتے تمہاری دعاؤں کو ،اگر تم انکو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے **وَلَوْ سَمِعُوا اور** اگر وہ سن لیں اور بت تو سن بھی نہیں سکتے لیکن اگر نبی اور فرشتے سن بھی لیں **مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ** تو وہ جواب نہیں دیں گے تمھارا۔ **اسْتَجَابُوا** جواب دینا کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ کسی کی پکار کا جواب دینا مثلاً کوئی آپ سے پوچھے کہ جہاں پہ آپ کی کلاس ہو رہی ہے اس طرف راستہ کیسے جاتا ہے یا پھر یہ کہ Mississauga کہاں پر ہے New York کہاں پہ ہے تو آپ بتا دیتی ہیں کہ جنوب مغرب کی طرف ہے آپ شمال لے لیں آپ جنوب لے لیں ہائی وے 10 لے لیں 401 لے لیں آپ کوئی اس کو راستہ بتا دیتے ہیں ایک یہ ہے کسی کے سوال کا اس طرح جواب دینا اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ مثلاً کوئی آپ سے کچھ مانگتا ہے کہ مجھے اتنے روپے دے دیں تو اس کا یہ نہیں مطلب کہ آپ اس کو روپے دے دیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یا تو آپ روپے دے دیں گی یا آپ کوئی بھی جواب دیں گی کہ میرے پاس ہیں ہی نہیں تو کہاں سے دوں گویا کہ **اسْتَجَابت** کا مطلب کیا ہے؟ کہ آپ کا جو بھی رویہ ہے اس معنی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً اب کوئی بتوں سے کہتا ہے کہ ہمیں بیٹا دے دیں رزق دے دیں بارش دے دیں تو ان کے بت تو جواب نہیں دے سکتے تھے اگر کسی نے بتوں کے پاس درخواست جمع کروا بھی دی مثلاً جیسے کسی کو سوئی گیس کا connection چاہئے اور کسی کو کہتا ہے کہ مجھے سوئی گیس کا connection چاہئے اور اسکا جاننے والا ہے یا وہ خود سوئی گیس کے دفتر کی بجائے پولیس کے head office میں جا کر درخواست جمع کروا دیتا ہے اب غلط جگہ درخواست جمع کروا دی ہے تو وہ کیا کرتے ہیں کوڑا دان میں پھینک دیتے ہیں کوئی بھی اس کا جواب نہیں ملے گا کتنا ہی آپ انتظار کیوں نہ کریں تو اسی طرح مشرکین کا اپنے بتوں سے درخواستیں کرنا ان سے مانگنا ایسا ہی ہے کہ غلط جگہ انہوں نے اپنی درخواست جمع کروائی ہے اور مشرکین کے جو دیوی اور دیوتا یا معبود ہیں جن کو پوجا جا رہا ہے ان کا حال کیا ہے **لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ** وہ تمہاری دعائیں سنتے نہیں ہیں **وَلَوْ سَمِعُوا** اگر وہ سن بھی لیں یعنی بت تو بالکل ہی نہیں سنتے اور اسی طرح فرشتے بھی نہیں سنتے انبیاء بھی ایسی غلط بات نہیں سنتے اگر وہ سن بھی لیں تو **مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ** تمہیں اس کا کوئی جواب نہیں دیں گے اور آپ دیکھ لیں جیسے اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتے ہیں **وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ۔ (50۔ غافر)** ان کی پکار ایسی ہے کہ اس کا صرف نقصان ہے کوئی اس کا فائدہ نہیں ہے **إِلَّا فِي ضَلَالٍ** کہ وہ بس گمراہ ہیں کوئی جواب نہیں دیا جاتا آپ دیکھیں جیسے مردے ہیں مردے ہماری باتیں سنتے ہیں مثلا آپ قبروں پہ جاتی ہیں آپ ان کو کہتی ہیں السلام علیکم وہ سنتے ہیں کہ ہمیں یہ تحفہ ملا ہے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے اس سلسلے میں ہمیں وہ دلیل بھی ملتی ہے کہ غزوۂ بدر جب ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر میں 70 مقتول کافروں کی لاشیں بدر کے کنویں میں پھینک دی تھیں تو تیسرے دن رسول اللہ ﷺ نے اس کنویں کے کنارے کھڑے ہو کر کہا تمہارے مالک نے جو سچا وعدہ تم سے کیا تھا وہ تم نے پا لیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مردوں کو سناتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے (یہ بخاری کی روایت ہے) سنتے تو ہیں وہ بھی لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ تو بہرحال جواب نہ دے سکنا سے مراد کیا ہے کہ انسان جب بتوں سے مانگتا ہے یا جو قبروں

میں چلے گئے ہیں ان سے مانگتا ہے تو وہ جواب نہیں دے سکتے اگر سن بھی لیں کچھ نہیں کر سکتے کوئی ان کے پاس اختیار نہیں ہے۔ **وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ** اور قیامت کے دن **يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ** تمہارے شرک کا یہ انکار کر دیں گے **وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ** پھر ہوگا کیا کہ جب قیامت کے دن معبود بھی اور جو ان کی پوجا کرنے والے تھے وہ بھی یعنی مطیع بھی اور مُطاع بھی، عابد بھی اور معبود بھی جمع ہوں گے تو قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے یہ تمہارے دیوتا یہ جن کی دنیا میں تم پوجا کرتے ہو یہ تمہارے کچھ کام آنے والے نہیں ہیں **وَلَا يُنَبِّئُكَ** اور نہیں خبر دے گا تجھ کو **مِثْلُ** مانند **خَبِيرٍ** باخبر کے **خَبِيرٍ** کس کے لئے آیا یہاں پے اللہ تعالیٰ کے لئے آیا ہے کہ اُس دن حقیقت حال کی خبر جیسی اللہ دے گا ایسی خبر دینے والا اور کوئی نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ آج دنیا میں شرک کی تردید کر رہے ہیں مشرکین کے جو معبود ہیں ان کی بے اختیاری کو واضح کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے حقیقت حال کا زیادہ علم ہے اس کے باوجود لوگ مانتے نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کیا کریں گے ؟ کہ جب ان کے معبود ان کے شرک کی تردید کریں گے تو خود ان کو اس بات کا پتہ چل جائے گا